بیٹ جنریشن کی پہلی آواز
الحمد لائبریری
فیس بک گروپ۔ کتابیں پڑھیں
سید حسین احسن

شمیم انور

بیٹ جنریشن کی پہلی آواز

اجنبی خدا

الحمد لائبریری

فیس بک گروپ۔ کتابیں پڑھیے

سید حسین احسن

Imagitor

Scanned with OKEN Scanner

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

پہلی بار ـــــ مئی ۱۹۷۴ء

تعداد اشاعت ـ پانچ سو

ناشر ـــــ اقدار کتاب گھر۔ کلکتہ ۱۷

مطبع ـــــ کلکتہ فوٹو پروسس۔ کلکتہ ۔ ۷

قیمت ـــــ پانچ روپے

ملنے کا پتہ:

اقدار کتاب گھر

۲۵/A شمس الہدیٰ روڈ

کلکتہ ۔ ۱۷

کتابت : علیم اللہ صدیقی۔ کلکتہ ۱۱
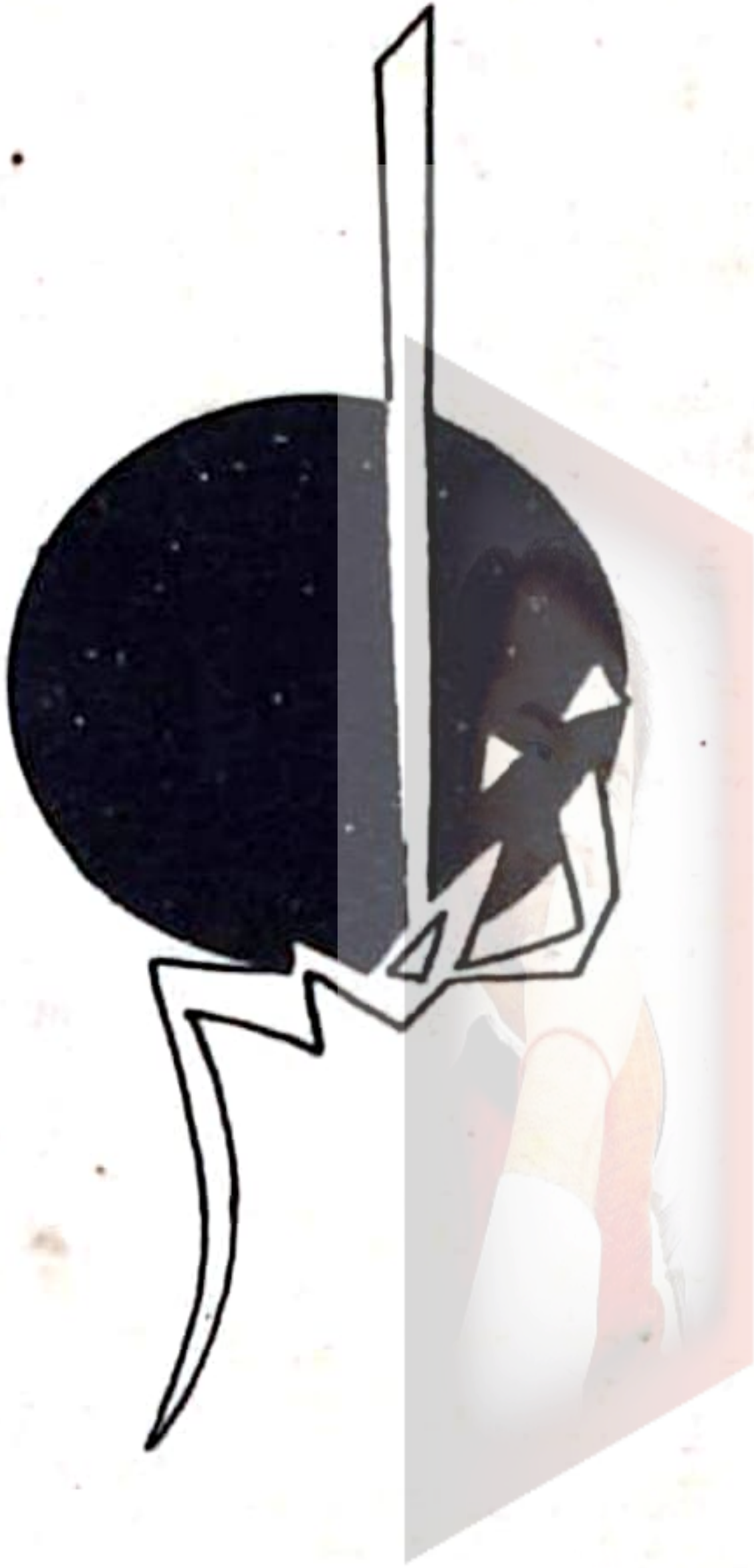
الحمد لائبریری
گروپ۔
کتابیں
پڑھیے
سید حسین احسن
Imagitor
Imagitor
Scanned with OKEN Scanner

اندھیرے کمرے کے گیلے بستر پہ اپنے پیکر کو ،
خول میں کیوں چھپائے رکھتا ،
سڑے اندھیرے کی اس رطوبت میں خود کو کب تک ڈبوئے رکھتا ،
وہ سال خوردہ ، وہ چھلنیوں کا لباس میں نے اتار پھینکا -
سیہ رطوبت کے گندے روغن ،
حسین چمڑے کے سارے رشتوں کو چھوڑ آیا ،
کہ ـــــــ ناف سے ناف تک کے بندھن کو توڑ آیا

ہزار سورج
ہزار پیکر
ہزار چہروں سے اس نگر میں -

یہ کھو کھلے ، چھلنی چھلنی ٹیلوں سے
رسنے والے ہزار کیڑے ،
ہزار مصروفیت کے ہوتے ،

Scanned with OKEN Scanner

ٹھٹک کے رکتے ہیں،
رک کے ـــــ، بکھی بھری نگاہوں سے ؛
کتنے ہی حیرتوں کے پتھر اُچھال جاتے ہیں ؛
اک عجوبہ سمجھ کے مجھ پر۔

جانے کتنی صدی سے اِنھیں
ہزار سورج
ہزار پیکر
ہزار چہروں میں ڈھونڈتا ہوں ،
وہ ایک سورج
وہ ایک پیکر
وہ ایک چہرہ ـــــ کہ
جس کی نازک ہتھیلیوں پہ
میں کھول دوں اپنی بند مٹھی

مگر یہ احساس ہو رہا ہے

المدد لائبریری
فیس بک گروپ
کتابیں پڑھیے
سید حسین احسن
Imagitor

Scanned with OKEN Scanner

ہزار سورج
ہزار پیکر
ہزار چہروں کے اس نگر میں
میں وقت سے پہلے آگیا ہوں
وہاں بھی اِک اجنبی خُدا تھا
یہاں بھی اِک اجنبی خُدا ہوں ——
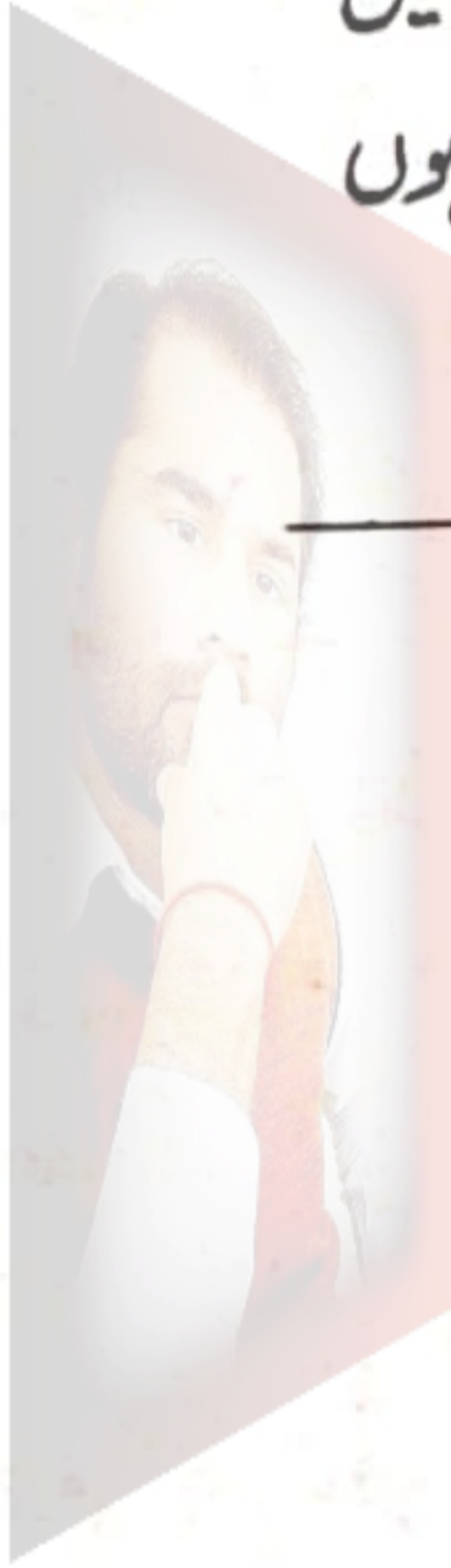
فیس بک گروپ کتابیں پڑھیے
سید حسین احسن
Imagitor

خلا کی گردن ہی دار پر اب لٹک رہی ہے،
صلیب بے داغ بازوؤں کو لئے کھڑی ہے،
زمینِ کربل کے ہونٹ پر پیپڑیاں جمی ہیں،
فرعون بچوں کو قتل کرنے پر آ گیا ہے،
سورماؤں کی ساری تلواریں زنگ کے پیٹ میں گڑی ہیں،
کسی کے بن باس کو ترسنے لگے ہیں جنگل،
وہ رکشا ریکھا، کسی کی کٹیا کے سامنے اب نہیں کھڑی ہے،
ریگ زاروں کی سب سرابیں، آپ ہی دھوکا کھا رہی ہیں،
برف کی وادیوں سے لے کر،
پہاڑ کی چوٹیوں پہ چھوڑا
اپنے نقشِ قدم کا سرمایہ کھو گیا ہے،
بیکراں ان سمندروں پر سکوت کا راج ہو گیا ہے۔

جمود بردوش اس فضا میں
مرے پپوٹوں کے بند کمروں میں کسمسانے لگی نگاہیں۔!!

۳

سُلگتے جنگل کی زد میں شاید میں آ گیا ہوں،
گھنے اندھیرے کے شاخ و پتّے
پگھل رہے ہیں،
قطرہ قطرہ میں ڈھل رہے ہیں
گرم قطروں کی یہ لکیریں
مری رگوں میں پھسل رہی ہیں!

ہواؤں کے ناخنی بدن پر
تپتے ہوئے سُرخ ـــــــ سُرخ ناخن،
وُجودِ بے سایہ کے بدن پر
کہاں، کہاں کس قدر چُبھے ہیں ـــــ!

ننھے ننھے سے میرے احساس کے یہ تلوے

فیس بک گروپ کتابیں پڑھیے
سید حسین احسن
Scanned with OKEN Scanner

سطحِ دریائے آتشیں پر
یا کوہ آتش فشاں کے اُگلے
گرم لاوے پہ پڑ رہے ہیں ——؟
اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کی اپنی خواہش
ہزار ٹانگوں سے چل رہی ہے
میری آنکھیں —— چند لمحوں کے واسطے تم اُدھار دیدو!

الحمد لائبریری
فیس بک گروپ کتابیں پڑھیے
سید حسین احسن
Imagitor
Imagitor
Scanned with OKEN Scanner

۴
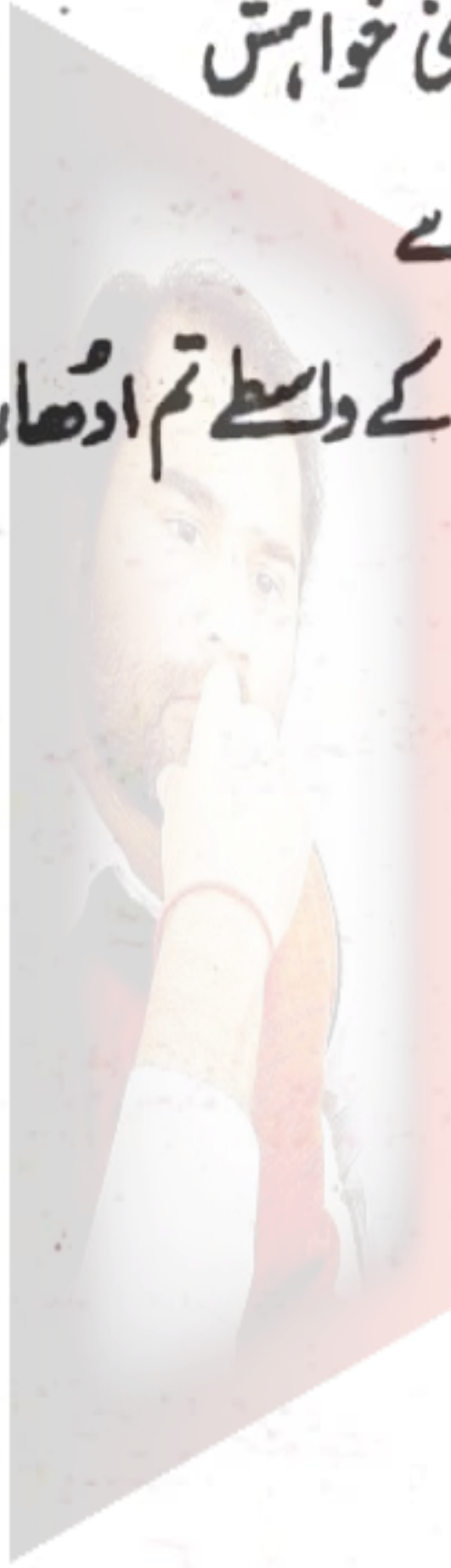
"کیا تمہیں کچھ خبر بھی ہے ـــــــ کہ
ایک اچھے بھلے شخص نے
ایک اچھے بھلے شخص کو
سامنے والے فٹ پاتھ پر مار ڈالا ہے۔"

اس نے کافی کی ہلکی سی چسکی بھری
اور چہرے پہ حیرت کا جنگل لئے
مجھ کو تکتے ہوئے،
چار مینار سگرٹ کا پھر سے مہورت کیا
اور پھر ـــــــ
اپنے منہ سے اُگلتے ہوئے وہ دھواں
مجھ سے کہنے لگا:

"شاید اس شہر میں تم نئے آئے ہو۔"

المحمد لائبریری
فیس بک گروپ کتابیں پڑھیے
سید حسنین احسن
Imagitor
Imagitor
Scanned with OKEN Scanner

۵

شرم کی سرحدوں کو چباتے ہوئے
لذتیں موٹی ہوتی گئیں
خواہشوں کا بدن بڑھ گیا
خامشی کی سماعت پہ چبھنے لگیں
الجھی سانسوں کی سرگوشیاں
سُلگی سُلگی توانائی انگڑائی لینے لگی،
اور قوت سرکتی ہوئی
"چو گئی" ——!

پھر یوں ہوا
پان کی ایک دوکان کے سامنے والی دیوار پر
ابھریں اک تکون
خود بخود پھیل کر کچھ بڑا ہو گیا ——!!

گروپ کتابیں پڑھیے
سید حسین احسن

۶

سرد برفیلی اک رات تھی،
اک مسافر تھا بھٹکا ہوا،
مضمحل مضمحل پُر تھکن۔
جس کی نظروں کا مرکز بنا
جھلملاتا ہوا اِک مکاں
دور کتنے ہی کیلومیٹر دُور پر تھا کھڑا۔

اس کے قدموں کی بے چین پیاسی زباں
ہانپتی کانپتی، چاٹتی جا رہی تھی وہ سب
فاصلوں کی طوالت کا زہر
اور ــــــ دھڑکتے ہوئے دل کی اِک آرزو
اپنے سارے خزانوں کا منھ کھول کر

سردِ، کانٹوں سی چبھتی ہوئی نلکیوں میں
حرارت کی شیرنی تقسیم کرتی رہی !

زہر جب فاصلوں کا ہوا ختم تو
اس نے دیکھا کہ ـــ وہ ـــ
اک کھنڈر کی پناہوں میں تھا
سرد چبھتی ہواؤں کی باہوں میں تھا
گو کہ ـــ قدموں میں اس کی نہ تھی تابِ ـــ پر
اس کی آنکھیں کھلی ـــ تک رہی تھیں کہیں دُور،
کتنے ہی کیلومیٹر دور پر
اِک مکاں
کہ ـــ جہاں کچھ مکیں
مضطرب، مضطرب
اس کا ہی راستہ تک رہے تھے۔

کچھ صدی بعد

جب اس کھنڈر کی کھدائی ہوئی
ایک انسانی پنجر بھی پایا گیا
پھر نمائش میں اس کو لگایا گیا
خاص کر اس کی آنکھیں تماشہ بنیں
سال خوردہ سے پنجر کی آنکھوں میں تھی
زندگی کی رمق

اس سے زیادہ پُراسرار تو،
اس کی کالی —— سیہ پتلیوں پر ٹنگی
اک مکاں، کچھ مکینوں کی تصویر تھی ——!!

الحمد لائبریری
اردو بک گروپ
کتابیں پڑھیے
سید حسین احسن
Imagitor
Imagitor
Scanned with OKEN Scanner

۷

الحمد لائبریری
فیس بک گروپ کتابیں پڑھیے
سید حسنین احسن
Imagitor

سُرخ چمکیلی ٹالیوں میں،
کب کا لونا لگا ہوا ہے
بانس ـــــ جس پر یہ چھت کھڑی ہے
گھُن لگے کھوکھلے ہیں ـــــ ان میں
دیمکوں کی غذا نہیں ہے
اور ـــــ بند کمرے کی ساری دیواریں
ننگے اینٹوں کی بے حیائی پہ رو رہی ہیں ـــــ

بال و پر کا نہ دان لے لیں
چمچماتی سنہری پنجرے کی تیلیاں،

سیاہی بردوش منتوں پر اذانِ صبح کا گمان کیوں ہو
یہ نغمگی پھسلنیں ہیں ـــ ان پر دھیان کا قافلہ نہ پھسلے
قدم نہ پکڑیں
خزاں رسیدہ،
یہ زرد لمحوں کے سوکھے پتّوں کی بلبلاہٹ۔

الحمد لائبریری
فیس بک گروپ کتابیں پڑھیے

نا ــــــ
اپنی آنکھیں نہ بند کرنا
اپنے کانوں سے اپنی تم انگلیاں ہٹالو
یہ بزدلی ہے۔
شکست و خوف و ہراس کی یہ علامتیں ہیں۔

کلنڈری یہ زمین،
سرخ و سیاہ دلدل سے بھر چکی ہے
ہزار بھٹکے مسافروں کی،
قدم قدم پر ہیں تازہ قبریں

Scanned with OKEN Scanner

جن کی شاہد ہیں ـــ چونٹیوں کی یہ سب قطاریں۔

تمہیں نہ آنا تھا اس زمیں پر
ابھی بھی موقع ہے ـــ بھاگ جانے کا
اِن کی مُٹھی کے قید خانے کی زندگی سے،

دور ایک سرزمین اپنے کسی کو ملبس کی منتظر ہے ـــ

الحمد لائبریری
فیس بک گروپ۔ کتابیں پڑھیے
سید حسین احسن
Imagitor
Imagitor

۸

وہ برہنہ
جسے لوگ پاگل سمجھ کر
تماشہ بنائے کھڑے ہیں بہت دیر سے
اس کی بیہودہ شہوانیت سے بھری حرکتوں میں
مزہ لے رہے ہیں —
وہ پاگل ——— کچکچا کر
اپنے دانتوں کو اپنے ہی عضوِ بدن پر گڑا دیتا ہے
نوچ لیتا ہے اِک لوتھڑا گوشت کا
اور رِستا لہو،
چاٹتے، چاٹتے رونے لگتا ہے جب پھوٹ کر
تالیوں کی دبا پھیل جاتی ہے اس بھیڑ میں۔

الحمد لائبریری
سید حسین احسن

اس عجوبہ تماشہ سے آنکھوں کو جب سینک کر
تماشائی اپنے گھروں کو گئے
آئینہ دیکھتے ہی وہ سب زلزلے میں کھڑے رہ گئے
کہ — ان کی گردن پر
ان کا اپنا نہیں
ایک بیہودہ پاگل کا چہرہ دھرا تھا۔

الحمد لائبریری
فیس بک گروپ۔ کتابیں پڑھیے
سید حسین احسن
Imagitor
Imagitor
Scanned with OKEN Scanner

۹

پہاڑوں کے اس پار کیا ہے ؟
صحیح علم ہوتا تو کیسے
پرکھوں کی باتوں پہ کامل یقین رکھتے تھے
کہ ــــــ وہاں
بھوتوں، عفریتوں اور کالی روحوں کا ڈیرا ہے
یہ ــــــ احتیاطاً
کسی کو ــــــ پہاڑوں کے اس پار جانے نہیں دیتے تھے
کہ ــــــ بھوتوں، عفریتوں اور کالی روحوں کو
ان کی موجودگی کا پتہ نہ لگے۔

آخرش،
اک زمانہ کے بعد
ان میں پیدا ہوا

الحمد لائبریری
گروپ کتابیں پڑھیے
Imagitor
Scanned with OKEN Scanner

اِک نڈر اور مہم جو ـــ جیالا جواں،
جو ـــ نگہبان آنکھوں سے بچتا ہوا
ایک شب ـــ اِک پہاڑی کے اُس پار اُتر ہی گیا۔
پَو پھٹی
دوسرے دن کا سورج اُگا
سارا منظر ـــ جگا
اس نے دیکھا ـــ
پہاڑوں کے اِس پار بھی
اس کے ہی ڈیل ڈول،
اس کے ہی رنگ ـــ روپ،
اس کے ہی چہرے مہرے سے انسان تھے۔
وہ بہت خوش ہوا
کہ چلو ـــ
اپنے لوگوں سے چل کر کہیں
ان پہاڑوں کے اس پار بھی
اپنے ہی جیسے لوگوں کی آبادی ہے

الحمد لائبریری
فیس بک گروپ
کتابیں پڑھیے
سید حسین احسن
Imagitor
Scanned with OKEN Scanner
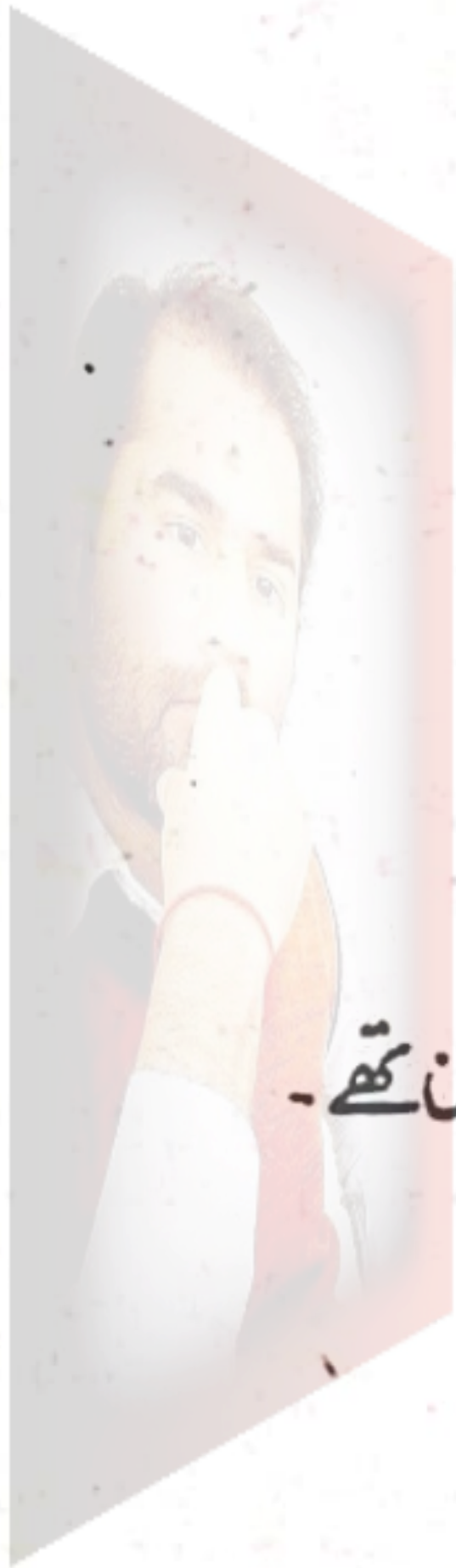
وہ مڑا

پر ذرا سا ہی اُوپر چڑھا کہ

ادھر سے گزرتے ہوئے

ایک رہ گیر نے

اس کو للکارا ـــــ آواز دی :

الحمد لائبریری

"اے ـــــ کیا تم نہیں جانتے ؟

ان پہاڑوں پہ چڑھنا بڑا جرم ہے

اس کے اُس پار

بھوتوں ، عفریتوں اور کالی روحوں کا ڈیرہ ہے۔"

سید حسین احسن
Imagitor
Imagitor

۱۰

اس برفانی سردی میں تو
مسجد کے بند دروازے پر
کھڑا کھڑا کیوں کانپ رہا ہے
لے ـــــ مجھ سے
ماچس کی تیلی
آگ لگا دے
اِس مسجد کو
اور ـــــ رگوں میں گرمی بھر لے!

الحمد لائبریری
فیس بک گروپ کتابیں پڑھیے
سید حسین احسن
Imagitor

۱۱
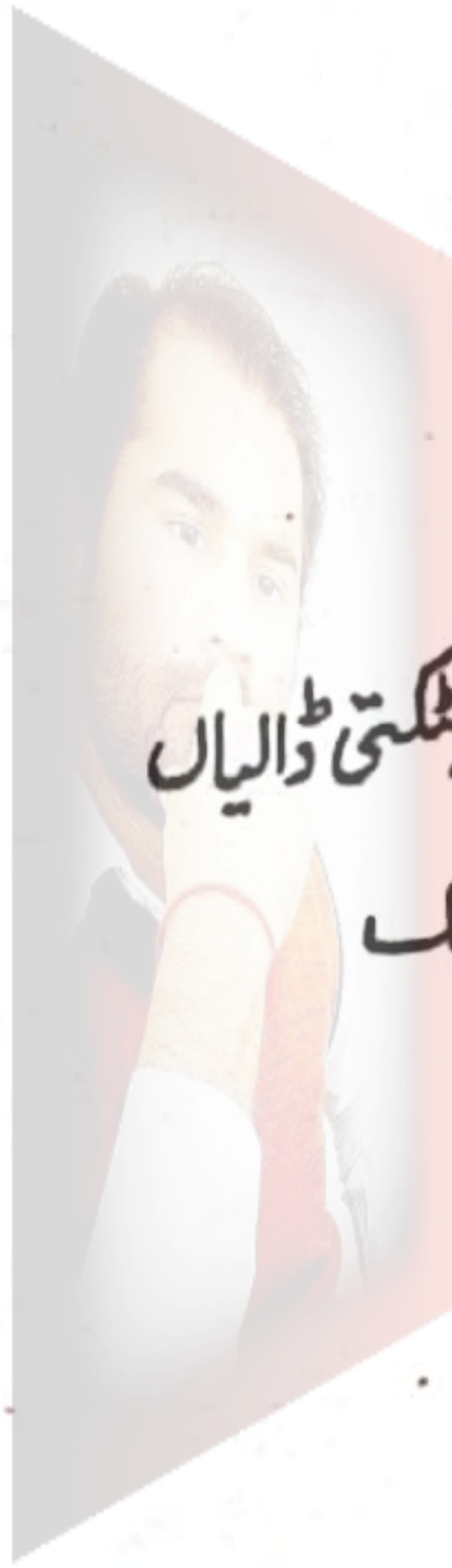
نرم نرم،
فرشِ مخملی پہ چھاؤں
سبز سبز پیڑ کی
رس بھرے پھلوں کی بوجھ سے لٹکتی ڈالیاں
رنگ رنگ پھولوں کی ملی جلی مہک
ٹھنڈی ٹھنڈی سی پھوہار
آبشار

کلپنا ہی کلپنا ہے
اس سُلگتی ریت پر۔

الحمد لائبریری
سید حسین احسن

اک کھلونے کی طرح
چاہتوں کی بیٹری کے زور پر
روتے بابا لوگوں کو،
ہنسایا تھا —— ہنسایا تھا
کل —— وہ جن کو ہم نے اپنے پیروں سے چلایا تھا
ہاتھوں سے اٹھایا تھا
آنکھوں سے دکھایا تھا۔

آج ان کی انگلیاں پکڑ کے چل رہے ہیں ہم۔!

سید حسین احسن

BATTERY. ؎

Scanned with OKEN Scanner

اپنا اپنا چہرہ

بے چہرگی کے خول میں چھپایا اور ——
اک تماشہ گھر میں ہم —— تماشہ گر بنے۔

منظروں سے پہلے،
پس منظروں کے ساتھ ساتھ
ہم بدل بدل گئے
تماشبیں کے ذوق پر
فن ہمارے ڈھل گئے۔

تالیاں بجا کے جب
ہتھیلیوں میں سرخیاں سمیٹ کر
تماش بیں چلے گئے
تب ہمیں پتہ لگا :
دونوں ایک دوسرے کو جان کر فریب دے رہے تھے
دونوں ایک دوسرے سے جان کر فریب کھا رہے تھے۔

الحسن لائبریری
فیس بک گروپ کتابیں پڑھیے
حسین احسن

دل و دماغ،
پتھروں کے گھونسلے
جن میں گھوم گھوم کر
سفید خوں ـــــ سیاہ خوں
سازشوں کے انڈے دیتے رہتے ہیں۔

۱۵

آدمی کے خول میں
سب اَدھورے آدمی
پیلے پیلے چہروں پر ہیں
پھیکی پھیکی سُرخیاں بلئے ہوئے،
پچکے پچکے گال ــــ گالوں پر
دھنسی دھنسی سی آنکھیں ــــ آنکھوں میں
لہلہاتے خوابوں کی ہیں کھیتیاں ــــ کھیتوں کو
ڈھنک کے چکی ہیں کالی کالی پتلیاں۔!

الحمد لائبریری
فیس بک گروپ۔ کتابیں پڑھیں

۱۶

مٹھی مٹھی بھر کر سورج
چھڑک گیا اُجیارا
جاگا شہر بھی سارا

رات کے کالے دھبے دھو کر
زردی مائل بدن کو اپنے
پھولوں والے کپڑوں،
گندے پیروں کو نیلے جرابوں،
مجرم ہاتھوں کو سادے دستانوں سے ڈھانکا،
الماری سے ہلکی ہلکی ہنسی نکالی
ادھڑے ادھڑے ہونٹوں پر چپکا لی
وحشی آنکھوں پر بھورے شیشے کی آنکھ لگا لی
اور شکر کی ڈلی چباتا،
میں بھی باہر آیا ــــــ

مٹھی مٹھی بھر کر سورج
چھڑک گیا اُجیارا
جاگا شہر بھی سارا۔

Scanned with OKEN Scanner
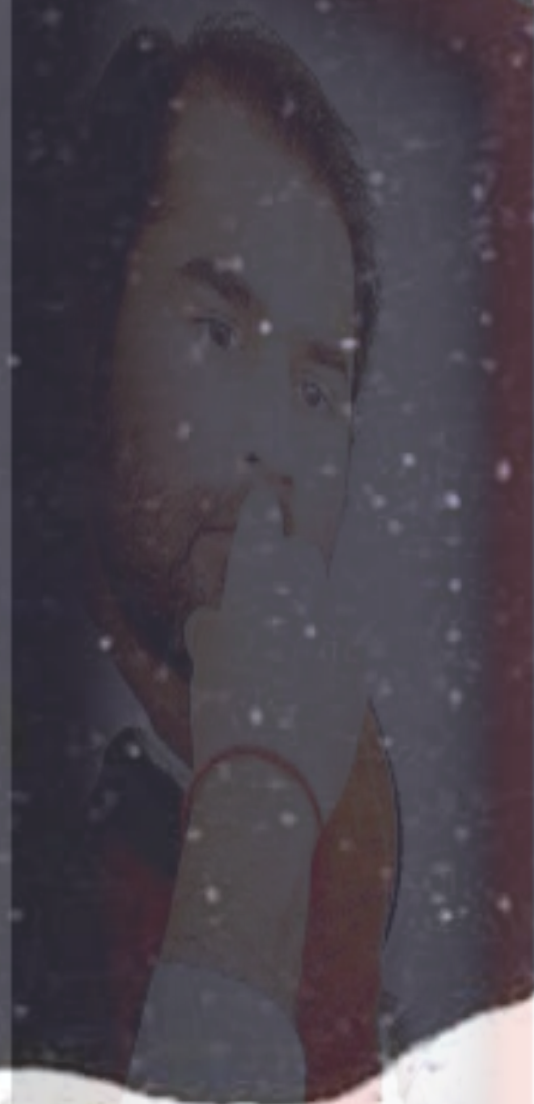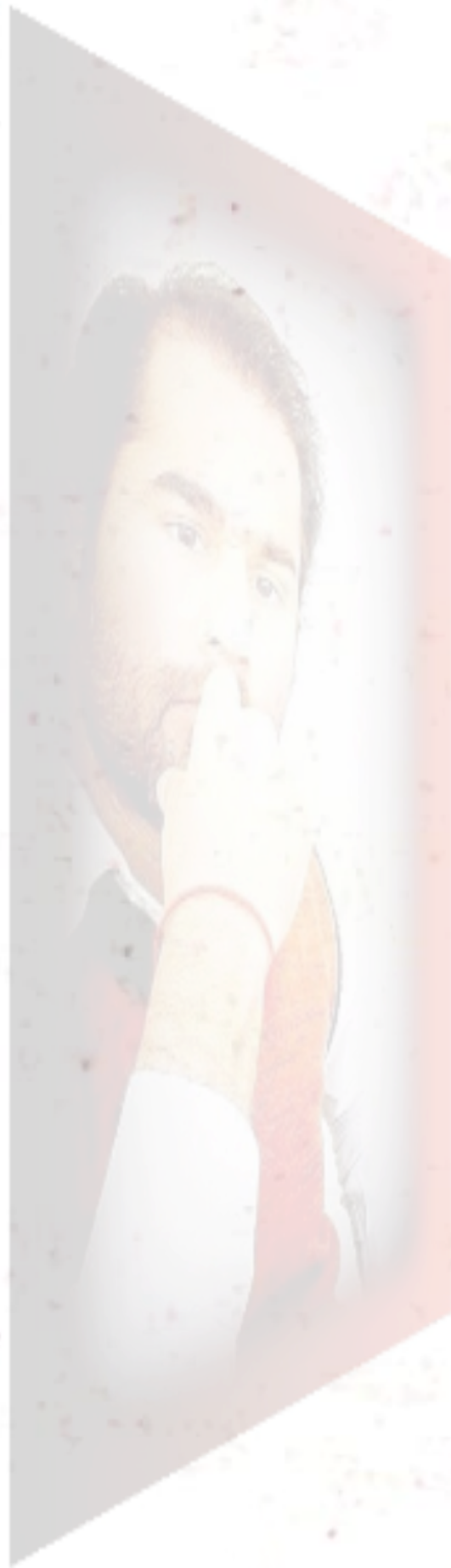
کولتار کی چیچک زدہ سینوں پر کھانستی ——

کالی کھانسی

چار ٹانگوں والی —— خوفزدہ مکڑیاں

اپنی کوکھ میں —— "بستر بستر" چیختے،

دو پیروں والے جانور لئے

پریشاں حال

بگٹٹ — اِدھر اُدھر بھاگ رہی ہیں

ان کو ادنیٰ سے اشارے پر روکنے والا —— "ٹی - پی"

ان سے کہیں زیادہ خوفزدہ ہے۔

یوں تو اس کے چاروں طرف

بکھرے ہوئے ریوالور لئے

وہ جوان پہرہ دے رہے ہیں

جو کبھی ہماری سرحدوں کے محافظ تھے

مگر آج —— اپنی جان بچانے کی فکر میں ہیں۔

ان کی ڈیوٹیاں

اب دیش بندھو پر نہیں

الحمد لائبریری
فیس بک گروپ کتابیں پڑھیے
Imagitor
Scanned with OKEN Scanner

دیش بندھو کی اونگھتی ہوئی مورتیوں پر لگی ہیں ـــــ

دوغلے لیڈروں کے اشاروں پر
ناچنے والا ـــــ احمق مزدور
سیاسی شطرنج کا مہرہ بنا
سکندر کی سی معمولی خواہش پر قربان ہو رہا ہے
اپنے سوکھے ہاتھ میں :
سوکھے جسم کی ساری قوت سے اٹھائے
چار کیلو کا ڈنڈا۔
جس پر دو بالشت کا اس کا اپنا ہی چمڑا
اس کے اپنے ہی خون سے رنگا ـــــ جھول رہا ہے
جو اندھوں کی طرح آگے چلنے والوں کے پیچھے
پگھلی ہوئی پیچ پر
ننگے پیر
بوڑھے کچھوے کی طرح رینگ رہا ہے۔
اور ـــــ گونگوں کے لگائے ہوئے نعروں کے ساتھ
اپنی ٹی، بی کے جراثیم سے بھری آواز
اچھال رہا ہے۔
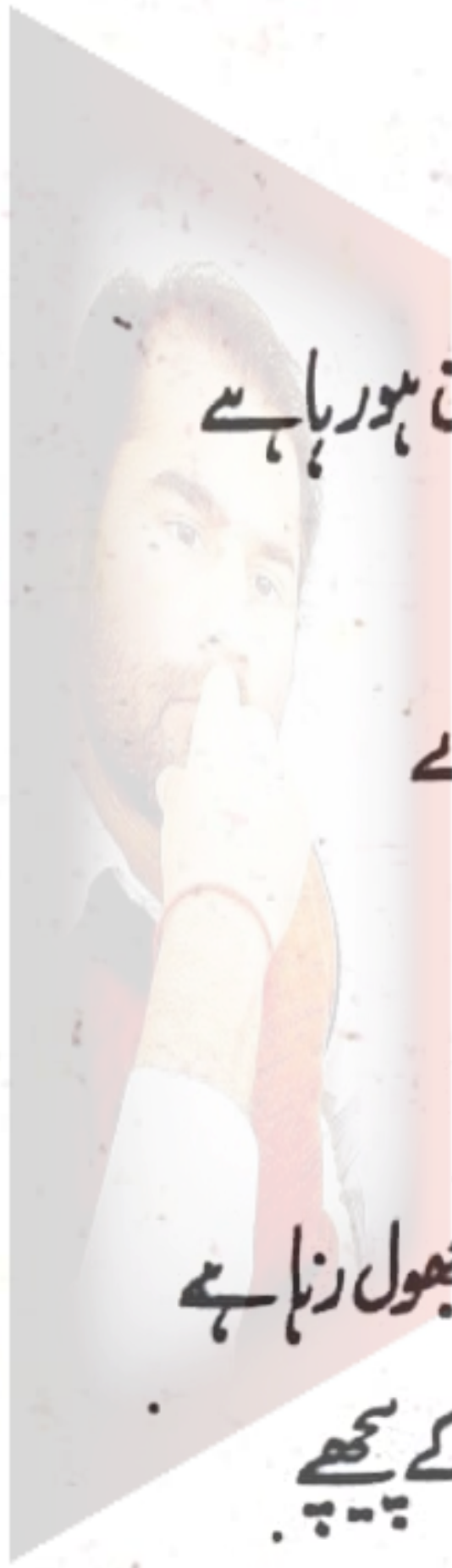
ادھر بیٹ کنٹسٹ (BEAT CONTEST) میں،
غیر مانوس سازوں پر
کتوں کی طرح بھونکتے ہوئے
اجنبی مخلوق ـــــ اجنبی آوازوں میں
وہ گیت گا رہی ہے
جو صدیوں پہلے ہمارے پرکھوں نے
کسی گہرے غار میں،
جنگلی جانوروں کو بھگانے کے لئے گائے ہوں گے۔

اردو لائبریری
فیس بک گروپ کتابیں پڑھیے
حسنین احسن

"انقلاب بندوق کی گولی سے آتا ہے" (تاریخ گواہ ہے)
"چین کا چیئرمین ہمارا چیئرمین"
"ماؤزے تنگ لال سلام"
"لانگ مارچ آف ماؤزے تنگ"
اور دیواروں پر بنائی گئی ـــــ ماؤ کے بڑے بڑے چہرے پر
پھولی ہوئی ناک ـــــ
ہزار لیپا پوتی کے باوجود جھانک رہی ہے
یوں تو اس ناک کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی
بیلوں کی جوڑی دوڑائی گئی
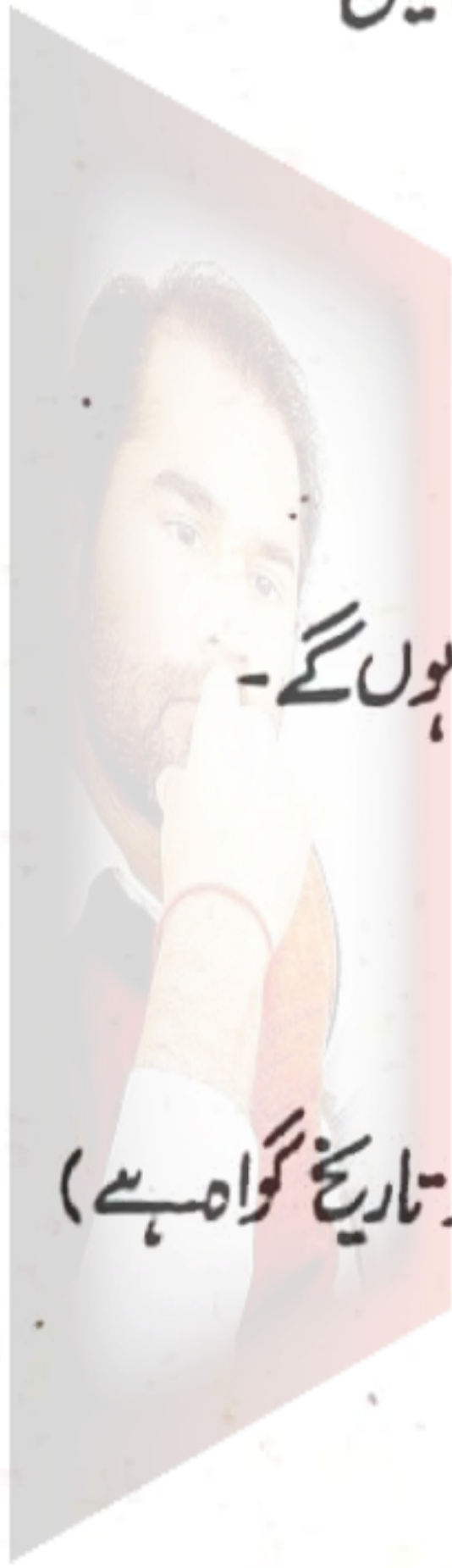
Scanned with OKEN Scanner

سُرخ ٹرنگل کے نشان بنائے گئے
"بس دو یا تین بچّے" کی سُرخی بوئی گئی
مگر وہ ناک ـــــــ اور بھی نمایاں ہوتی گئی

ہاں ـــــــ !
میں بھی اسی ناک کا ایک بال ہوں
تم مجھے تخریب پسند، غدار اور نکسل بھی کہہ سکتے ہو
ویسے کان کھول کر سن لو :
میں بڑودھ کی کسی جھگّی میں سوکھا نہیں ہوں
پیدا ہوا ہوں
اور میری ٹانگوں کی جڑوں کے ذرا اُوپر
ایک پیٹ بھی ہے۔
جسے بھرنے کے لئے
آج سے صدیوں پہلے کی طرح
میں ـــــــ چار پیروں والے نہیں
دو پیروں والے جانوروں کا شکار
شروع کر چکا ہوں۔

میں چاہتا ہوں کہ ـــــــ

اردو لائبریری
سیں بک گروپ
کتابیں پڑھیے
سید حسین احسن
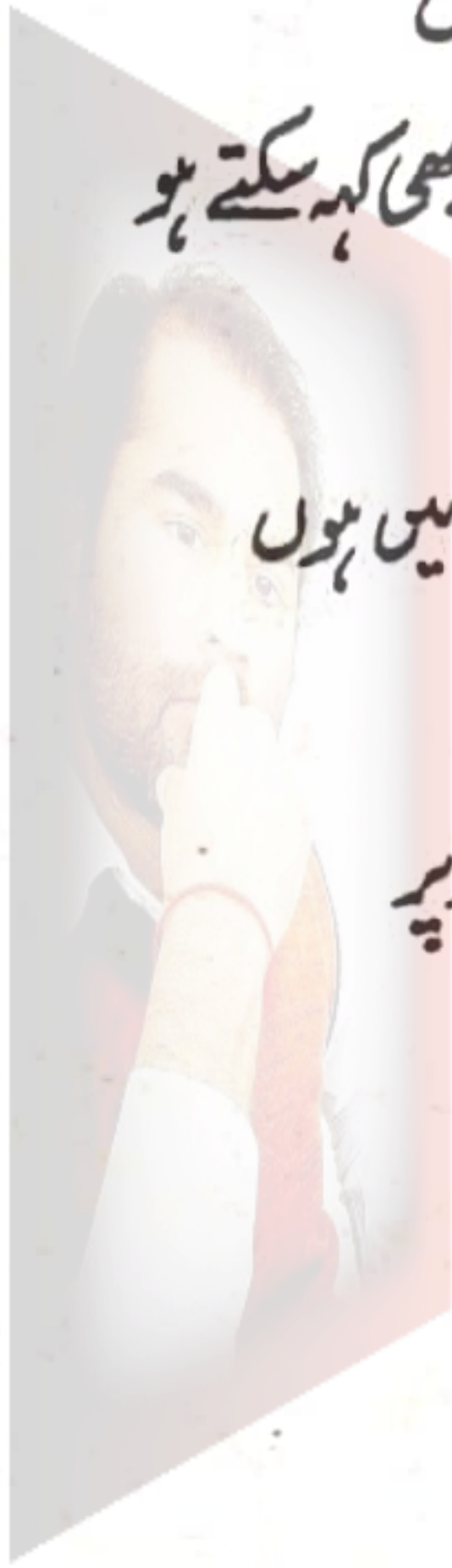
تم بھی چار پیروں سے چلنا شروع کردو

یا میری طرح

اٹھالو اپنے ایک ہاتھ میں

دھماکہ پیدا کرنے والا

"سوکھا رُس گلہ"

اور دوسرے ہاتھ میں

تیزآب سے بھرا کٹورا

اور الٹ دو "ان" کے کالے چمڑے پر

تاکہ ——— کالے چمڑے کے نیچے

اسپنجی جریوں میں دھنسا

ان کا فرعونی چہرہ ننگا ہو جائے۔

کیونکہ اب ہمارے پاس ایسی کوئی عمارت نہیں ہے

جس کا نام ہم شہید مینار رکھ سکیں ———!!

Scanned with OKEN Scanner

الحمد لائبریری

گلوب پر جو ایک بڑا سا جزیرہ ہے

ہم ——— اسی جزیرہ کے باشندے ہیں

یہاں کبھی ایک سونے کی چڑیا بیٹھا کرتی تھی

جو بیچ دی گئی ہے

اس کی جگہ ایک سفید بگلے نے لے لی ہے

جو خلیج بنگال اور بحیرۂ عرب میں

اپنی نوکیلی چونچ ڈال ڈال کر

ننھی ننھی مچھلیاں کھایا کرتا ہے

ہمارے جزیرے پر جس سادھو کا قبضہ ہے

اس نے اپنے ترشول کی تینوں انیوں پر،

تین الگ الگ رنگ چڑھا رکھے ہیں۔

تاکہ ـــــــ ہمارے خون کا دھبہ جھلک نہ پڑے

مگر ـــــــ ہماری ناک

اپنے خون کی بُو سونگھنے کی قوّت سے ابھی محروم نہیں ہوئی ہے۔

الحمد لائبریری

ٹسٹ ٹیوب سے بچہ پیدا کرنے والی مائیں

دردِ زہ کی لذّت سے ناآشنا رہتی ہیں

ان سے ممتا کی امید رکھنی فضول ہے۔

پڑھیے

سید حسین احسن

ہماری فطرت ہے

ہم نے پیدا ہوتے ہی

ہاتھ پیر پھیلا کر اپنی زندگی کا ثبوت دیا ہے

تاریخ شاہد ہے ـــــــ ہم بہادر ہیں

اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ شے ہم نے لڑ کر حاصل کی ہے

ہاتھ پھیلا کر نہیں۔

پھر یہ بھیک میں مانگی ہوئی آزادی
ہماری کیسے ہو سکتی ہے ؟

ابتدائی زمانوں میں
ہم پیٹ کی آگ ـــــــ قوت بازو سے شکار کئے ہوئے
جانوروں سے بجھاتے تھے
(کسی کے آگے پیٹ نہیں بجاتے تھے)
اور شام کو ـــــــ الاؤ کے گرد جمع ہو کر
اپنی توتلی زبانوں سے
دن بھر کی دلیرانہ داستانیں سناتے تھے
جو سچی ہوا کرتی تھیں ۔
مگر آج ـــــــ!
ہم اپنی ۲۷ ستائیس سالہ بزدلی کی داستان سنا کر
اپنی آنکھیں بھیگو رہے ہیں ۔

اقبال لائبریری
بیس بک
گروپ
کتابیں
پڑھیے
سید حسین احسن
Imagitor

Scanned with OKEN Scanner

اگر تھوڑی دیر کے لئے
ہماری زبانیں اپنی چٹکی سے آزاد کر دو
تو ـــــ ہم کہہ سکیں کہ تمہاری خریدی ہوئی
بدنما اور سیاہ انگلیوں سے کہیں اچھی
وہ سفید انگلیاں تھیں
جو بندوق کے گھوڑوں پر اس وقت دباؤ ڈالتی تھیں
جب ان کا شکار توانا ہوا کرتا تھا ،
اور ـــــ تمہاری خریدی ہوئی
سیاہ انگلیاں
ہمارے کھوکھلے جسموں میں سیسہ پلا رہی ہیں
جن کی شہ رگ پر
اپنے پیلے دانت گڑا کر
تم نے پہلے ہی سب رس چوس لئے ہیں ۔

صرف راجدھانی دیکھ کر لوٹ جانے والے
ویزیٹرز ـــــ تم نے ہمارا دیش نہیں دیکھا
اس لئے تم خوش فہمی میں مبتلا ہو
ہماری آزادی اور خوشحالی کی خبریں

الحمد لائبریری فیس بک گروپ کتابیں پڑھیئے
سید حسین احسن
Imagitor
Scanned with OKEN Scanner

جو تم تک پہنچی ہیں
وہ جھوٹی ہیں ــــــــ
ہمارا دیش آج بھی غلام ہے۔

فرلوز کے چکنے فرش پر رقص کرتی
اشفالی کے ننگے جسم سے زنا کرنے والی
یہ آنکھیں ــــــ ہماری نہیں ہیں
سوناگاچھی کی مخملی سیڑھیوں پر
بے حیائی سے چڑھنے والے
یہ پیر ــــــ ہمارے نہیں ہیں
فلک بوس - ایئرکنڈیشن عمارتوں میں رہنے والے
سُرخ و سپید،
پھول جیسے نازک چہرے ــــــ ہمارے نہیں ہیں
بلو فوکس، موگمبو، شیراز اور شہزادمیں جام ٹکرانے والے
یہ ہاتھ ــــــ ہمارے نہیں ہیں
یہ آنکھیں

یہ پیسہ

یہ چہرے

یہ ہاتھ

ان "فرشتوں" کے ہیں

جنہوں نے ہماری سونے کی چڑیا بیچ کر اپنی مٹھی گرم کرلی ہے۔

الحمد لائبریری

فیس بک گروپ کتاب پڑھیے

امن، اہنسا، عدم تشدد، اتحاد، سوشل اِزم اور جمہوریت کی

شوگر کوٹڈ پلز کھلا کر

تم نے ——— نا جانے کتنے

بھگت سنگھ، کھودی رام اور آزاد کو کائر بنا دیا ہے

آج بھی ہماری کلائیوں سے آہنی زنجیروں کی جھنکار سنائی پڑتی ہے

آج بھی دار و رسن کو ہماری گردنیں مرغوب ہیں

آج بھی قید خانے کی فضا ہماری سانسوں سے مسموم ہے

آج بھی ہمیں دوسری سانس کیلئے تم سے اجازت طلب کرنی پڑتی ہے۔

آج بھی دودھیا صلیب ہمارے خون سے سُرخ ہے

آج بھی سُرخ سیب ہماری دسترس سے دُور ہے۔

آج بھی ہم کسی تحریک کا دم بھرتے ہوئے ڈرتے ہیں
آج بھی ہماری سُندر دھرتی تمہارے پالتو کتّوں کے بوٹوں تلے
کراہ رہی ہے۔
ایسے عالم میں ہم کیسے کہہ دیں کہ ہم آزاد ہیں۔

المحمد لائبریری

ہمارے متعلق تمہیں سوچنے کی مہلت کہاں ملتی ہے
تم ـــــ مٹھی کی گرمی کے نشہ میں سرشار ہو
اور تمہارے گرد ـــــ ان کی بھیڑ ہے
جو صرف دُم کے استعمال سے واقف ہیں
مگر ہمیں اپنے دانتوں کی مضبوطی اور تیزی پر غرور ہے
تم کو اس دن سے ڈرنا چاہئے جب ہم کاٹنے پر آجائیں گے۔

تم نے ہمارے چہرے چھین لئے ہیں
تاکہ ـــــ ہماری پہچان مٹ جائے
ہماری انگلیاں تراش لی ہیں اور صرف انگوٹھے چھوڑ دئے ہیں

Scanned with OKEN Scanner

تاکہ ـــــ ہم صرف تمہاری مشینوں کے بٹن دبا سکیں
ہمارے پیر کاٹ لئے ہیں اور ان کی جگہ چکے باندھ دیئے ہیں
تاکہ ـــــ ہم ہمیشہ گردش میں رہیں۔
ہمارے پیٹ گروی رکھ لئے ہیں
اور راشن صرف زندہ رہنے کیلئے دیتے ہیں ـــــ پیٹ بھرنے کیلئے نہیں
ہمارے بدن اس لئے ننگے نہیں ہیں
کہ ہم ـــــ ہر موسم کے عادی ہیں
بلکہ ہمارے کپڑے چھین لئے گئے ہیں
ہماری آنکھوں پر وہ عینک چڑھا دی گئی ہے
جو ـــــ اڑیل گھوڑوں کی آنکھوں پر باندھی جاتی ہے
تاکہ وہ دائیں بائیں نہ دیکھ سکیں۔

اب ہم جمع ہو رہے ہیں
ناریل کے درختوں کے نیچے
آموں کی کنج میں
برگد کے سائے میں
ان کی تجوریوں سے

Scanned with OKEN Scanner

اپنی پہچان واپس لینے کے لئے۔

تم بغاوت کے جرم میں

بے شک ہمیں قتل کر سکتے ہو

کیونکہ تمہارے پاس دینے کیلئے موت کے سوا اور رکھا ہی کیا ہے

مگر یاد رکھو ——

ہم اپنی نسل کے ہراول دستہ ہیں

ہمارے عقب میں جو فوج آرہی ہے

وہ تم سے ان ستائیس برسوں کے ایک ایک پل کا حساب لے گی

تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم بھی لالچی لیڈروں کی طرح

تمہاری پھینکی ہوئی ہڈی،

بھوکے کتوں کی طرح دانتوں میں دبا کر خوش ہو جائیں گے

ہم آرہے ہیں اپنی امانت واپس لینے کے لئے

اپنا پورا کا پورا دیش واپس لینے کے لئے ——

الحمد لائبریری
فیس بک گروپ کتابیں پڑھیے
Scanned with OKEN Scanner

ہم جمع ہو رہے ہیں
ناریل کے درختوں کے نیچے
آموں کی کنج میں
برگد کے سائے میں
تمہاری پہنائی ہوئی عینک اُتارنے کیلئے
ہم ——
اپنی مٹھی کی گرفت سے تمہاری
پسیجی ہوئی سرد انگلی چھوڑ آئے ہیں
ہم ——
تمہارے دیئے ہوئے
چابی والے کھلونے کی ہر اسپرنگ سے واقف ہو چکے ہیں۔
تمہاری چارج کی ہوئی بیٹری دم توڑ چکی ہے۔
اب تم —— ہماری انگلیاں پکڑ لو
ہم —— تمہارے بتلائے ہوئے راستوں کے علاوہ
بہت سارے راستوں سے واقف ہو چکے ہیں
ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہمیں
کس اسٹاپ پہ رکنا ہے

Scanned with OKEN Scanner
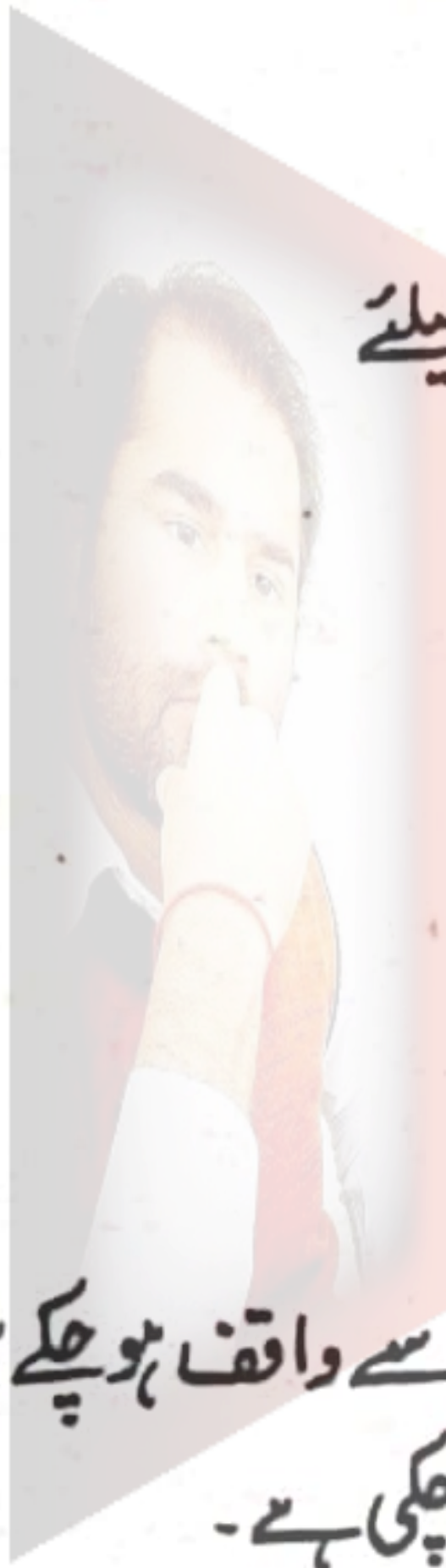
کہاں بریک لگانا ہے

کہاں گیر بدلنا ہے

اسٹیرنگ کس موقع پر کس طرف موڑنا ہے

تمہارے چورستوں کی

یہ سرخ، زرد اور سبز روشنیاں

ہمیں رکنے اور چلنے پر مجبور نہیں کر سکتیں

ہم اب ـــــ تمہارے سگنل کے محتاج نہیں ہیں

ہم جمع ہو رہے ہیں

ناریل کے درختوں کے نیچے

آموں کی کنج میں

برگد کے سائے میں

اپنی آزادی کی جنگ تیز کرنے کیلئے

اپنی آزادی حاصل کرنے کے لئے ـــــ!

جو چہرے کے باہر ہے وہ اندر نہ ملے گا
چٹکی میں سمندر کی سمندر نہ ملے گا

دُکھ ہوگا سوا دکھ کو نمائش میں سجا کے
ہر چہرے پہ ہمدردی کا لشکر نہ ملے گا

سوکھے ہوئے تالاب کی کیا جیب تلاشی
صدیوں کا وہ پھینکا ہوا پتھر نہ ملے گا

وہ کتنی دفعہ توڑ کے پھر جوڑا گیا ہے
انگشتِ نظر سے تمہیں چھو کر نہ ملے گا

آنکھوں کو کہیں دُور خلاؤں میں نہ اچھالو
کھویا ہوا سپنوں کا سمندر نہ ملے گا

موسیٰ کی طرح ہم بھی بہا دیں گے کسی کو
فرعون کے محلوں میں پلا دیں گے کسی کو

خود جن کی ہتھیلی میں ہوں سوراخ ہزاروں
وہ دینا بھی چاہیں گے تو کیا دیں گے کسی کو

جب چبھنے لگے گی یہ گھنی چپ کی اداسی
پھر چیختے رہنے کی سزا دیں گے کسی کو

خوشبوئے بدن سے مری، مانوس بہت ہے
اب اس کے تعاقب میں لگا دیں گے کسی کو

وہ نیند چرانے کا ہنر سیکھ رہے ہیں
ہم نیند نہ آنے کی دوا دیں گے کسی کو

سرتا بہ قدم آئینہ در آئینہ خانہ
ہم آپ کا ہر چہرہ دکھا دیں گے کسی کو

ہم کون ہیں، کیا ہیں، یہی معلوم تو کر لیں
تم کون ہو، یہ راز بتا دیں گے کسی کو

(بنگلہ دیش ، منظر ــــ پس منظر)

سوکھے پتے سوکھی ٹہنی ٹھنڈے پھل کا بار لئے
اونگھ رہے ہیں جنگل جنگل سوکھے اپنے اشجار لئے
کرفیو پیچھے پیچھے ہے سناٹے کی سرکار لئے
آگے سڑکیں بھاگ رہی ہیں جسموں کا انبار لئے
ہار نہ کہنا یہ بھی ضدّی شاخوں کی ایک جیت ہوئی
تیز ہوا اب کے نکلی ہے ہاتھوں میں تلوار لئے
جشنِ شب کے بعد سحر کے سورج کی جب آنکھ کھلی
عریاں ساحل، چہرے پر تھا کوڑھ کے سب آثار لئے
لاکھ تلاشا ہم لوگوں نے پر نہ یہ اسرار کھلا
کیوں پاگل سا گھومے ہے وہ پرسوں کا اخبار لئے
کتنوں سے پڑھوانے پر بھی ممتا کو تشویش رہی
گھوم رہی ہے اب تک فوجی بیٹے کا وہ تار لئے
جشن منائیں یا دعوت دیں نوحہ گروں کو سوچو تو
لوٹے ہیں جانباز سپاہی سب سوکھی تلوار لئے

پھر کاغذ پر بنے گا اپنے گاؤں کا نقشہ سندر سا
پھر اک بابو گلیوں گلیوں گھومے ہے پرکار لئے

اندھیارے کے ساتھی سارے اجیارے میں حاکم تھے
ہم پر سب الزام ترا شے ہم نے سب سہکار لئے

سوکھے ہونٹوں کے چلّو پھیلائیں تو کس کے آگے
ساگر ہی جب جھیل رہا ہو سوکھے کا آزار لئے

الحمد لائبریری
گروپ۔
کتابیں
پڑھیے
سید حسین احسن
Imagitor
Imagitor
Scanned with OKEN Scanner

رُکنے کا اب نام نہ لے ہے راہی چلتا جائے ہے
بوڑھا برگد اپنے سائے میں خود ہی سُستائے ہے

بھینی بھینی جھوا کی بُو ، دُور گاؤں سے آئے ہے
بھُولی بسری کوئی کہانی نَس نَس آگ لگائے ہے

اُلجھی سانسیں سرگوشی اور چوڑی کی مدھم آواز
پاس کا کمرہ روز رات کی نیند اُڑا لے جائے ہے

کم کیا ہوتی لجّا کی یہ دُوری اب تو اور بڑھی
دایاں گال چھپا کر اب وہ اور ادھک شرمائے ہے

جب سے سالا شہری بابو لینے گاؤں میں آیا ہے
گوری کے کے بار کنویں پر پانی بھرنے جائے ہے

پورب، پچھم، اُتر، دکھن، اپنی مٹھی کے قیدی
یوں چوراہے کی تختی ہوں جو رستہ دکھلائے ہے

ہاتھ سے مچھلی پھسلے بیتا ایک زمانہ پر اب بھی
اپنی ہتھیلی سونگھے ہے جب ندی کنارے آئے ہے

کوئی شے ڈوبے تو دریا میں اُبھر[1] جاگے ہے
کب اذاں مرغ کے دینے سے سحر جاگے ہے

کنکری مارے سے پانی میں اتر جاگے ہے
اک ذرا خواہشِ پرواز سے پَر جاگے ہے

ان کو ممبر کی بلندی سے تشفی نہ ہوئی
جن کی آواز پہ تحریک کا سر جاگے ہے

نیند کی کائی سے بوجھل ہے ہر اک آنکھ مگر
سنگ کے خوف سے شیشے کا نگر جاگے ہے

لذتِ درد، سمندر سے نہیں سیپ سے پوچھ!
جس کی آغوش میں قطرے سے گہر جاگے ہے

رنگ روغن کے بدلنے سے بھلا کیا حاصل
ننھی کلکاریاں جاگے ہے تو گھر جاگے ہے

پھر کھنگھلنے کو ہے کیا خطۂ نادیدہ کوئی؟
پھر کفِ پا میں سرِ شوقِ سفر جاگے ہے

گھر کے پچھواڑے مہکتی ہوئی سرگوشی سے
کتنے بیتے ہوئے لمحوں کا کھنڈر جاگے ہے

[1] میں رَوا سمجھتا ہوں۔

Scanned with OKEN Scanner

اپنا سایہ دیکھ کر میں بے تحاشہ ڈر گیا
ہو بہو ویسا لگا، جو میرے ہاتھوں مر گیا

ہلکے سے، حسنِ تبسم کا بھی اندازہ ہوا
بوجھ سارے دن کا لیکر جب میں اپنے گھر گیا

پھل لدے اس پیڑ پر، پھر پڑ گیا پہرہ کڑا
پتیوں کو چومتا جب سن سے اک پتھر گیا

کچھ مکینوں میں عجب تبدیلیاں پائی گئیں
اس بڑی بلڈنگ میں جب کچھ روز وہ رہ کر گیا

تیلیوں کی سخت جانی اور مری جدوجہد
پھر کہاں پرواز کی خواہش رہے جب پر گیا

اپنی آزادی پہ میں اک چور کا مشکور ہوں
پیر جس چادر میں پھیلاتا تھا وہ لے کر گیا

Scanned with OKEN Scanner

اکیلا پاکے عفریتوں کی صورت ٹوٹ پڑتے ہیں
وہ لمحے ہم جنہیں کچھ مصلحت سے قتل کرتے ہیں

نہ جانے کون سی شے اس کھنڈر میں رہ گئی دب کر
جسے گھر کے پرانے لوگ اکثر ڈھونڈا کرتے ہیں

بپھرتا ہے سمندر تو نگل جاتا ہے شہروں کو
اترتا ہے تو کچھ ڈوبے جزیرے بھی ابھرتے ہیں

بلندی سے اُجالا مانگنے جاتی رہی پستی
اندھیرا ڈھونڈھتے اب لوگ اُوپر سے اترتے ہیں

کہا جاتا ہے، برسوں پہلے ڈوبی تھی جہاں کشتی
وہاں، مہندی لگے دو ہاتھ رہ رہ کر ابھرتے ہیں

اندھیرا ہیتے رہتے رہتی ہے اپنائیت جن میں
بڑے انجان لگتے ہیں وہ چہرے جب سحرتے[1] ہیں

نکل کر دیکھئے ان رنگ برنگے کیپسولوں سے
کہ چہرہ سامنے رکھ کر اب آئینے سنورتے ہیں

کہاں تک ایسے نادانوں کی نادانی پہ ماتم ہو
جو قینچی ہاتھ میں لے کر ہوا کے پَر کترتے ہیں

۱؎ میں زود بجھتا ہوں۔

رس بھرا ہو تو کسی طرح سے کھایا جائے
ان کے آنگن سے پکا آم چرایا جائے

خون کو اور ذرا گرم بنایا جائے
دوڑ کر دُور بہت دُور سے آیا جائے

فصلِ گُل نذرِ خزاں ہو بھی تو حسبِ معمول
سُوکھی شاخوں کو اسی طرح ہلایا جائے

اتنا رویا ہوں کہ پلکوں کا بدن گیلا ہے
ہنستے ہونٹوں کی حرارت سے سکھایا جائے

اب تو اک بال کی دوری نہیں منظور مجھے
نام پر ان کے مرا نام کھدایا جائے

آدمی پُورا ہے پر عکس ادھورا کیوں ہے؟
کون ہے چور؟ اسے سامنے لایا جائے

تم ہی دلہن کو ہٹانے کی نکالو صورت
اب کہانی کو نئے موڑ پہ لایا جائے

پیت نگر کی نگری میں تھے اونچے نیچے ٹیلے
ہر ٹیلے کی آڑ میں مجھ کو سانپ ملے زہریلے
نینوں والی اندھی نگری میرا دکھ نا جانے
اس بستی کے سارے باشی حمدؔ شاہ رنگیلے
یادوں کا ہر گھاؤ دکھے جب سپنا ایسا آئے
پیڑ تلے وہ سنگ سہیلی آنکھ مچولی کھیلے
باسی باسی مکھ پر سب کے پیاسی پیاسی انکھیاں
سوکھی سوکھی دھرتی اوپر بادل گیلے گیلے
سُندر سُندر لوگوں کی اس بھیڑ میں آکر جانا
اودے نیلے کپڑوں میں ہیں سب کے تن نوکیلے
دیوی جیسی لڑکی گونگی ہو جائے تو اچھا
اتنے سُندر ہونٹوں پر ہیں بول بڑے زہریلے
گاؤں کے باشی باہر بھیتر دونوں ایک سمان
شہر کے باشی باہر سے خوش اندر سے دردیلے[1]

ہاتھوں کے اس شہر میں آکر ان ہاتھوں کو کھویا
گاؤں کی سوندھی مٹی کی جو باس سے تھے مہکیلے[2]

[1]،[2] میں روا سمجھتا ہوں۔

ردائے آہنی ہر آدمی کے سر پہ ہے
کہ جیسے سنگ کی بارش اسی نگر پہ ہے

نہ کھوجو بند مٹھی میں انگلی کسی کی ہم سفرو
ہمارا قافلہ انجانی رہگزر پہ ہے

بچا رہا تھا جو کل رات کالی آندھی سے
وہ پھل چڑھا ہوا ہر شخص کی نظر پہ ہے

وہ کون روئی تھی کاجل لگا کے آنکھوں میں
یہ دھبہ دھبہ سیاہی رخِ سحر پہ ہے

شکستہ حالی پہ ہر اینٹ جن کی ہنستی ہے
انہیں غرور اسی ٹوٹے پھوٹے گھر پہ ہے

کب احترام کی خاطر جھکی مری گردن
کہ اک لٹکتی سی تلوار میرے سر پہ ہے

صدا لگا کے کبھی کا چلا گیا کوئی
یہ بازگشتِ صدا کیوں تمہارے در پہ ہے

Imagitor
Scanned with OKEN Scanner

ذرا پتہ تو لگائیں، لہو ہے کیوں تازہ؟
جو اک زمانے سے محلوں کے اس کھنڈر پر ہے

چھپائے رکھنا تھا ایسے خوشی کے موقع پر
وہ ایک داغ جو پیشانیٔ ظفر پر ہے

بڑا ہی خوف لگا رہتا ہے پھسلنے کا
سفر ہمارا ابھی گیلی رہ گذر پر ہے

میں جھوٹ کیسے کہوں، سچ تو کہہ نہیں سکتا
کچھ حاشیہ بھی لگا رات کی خبر پر ہے

الحمد لائبریری
فیس بک گروپ کتابیں پڑھیے
سید حسین احسن
Imagitor
Imagitor

اسی کی نیند کا میٹر گھٹا کے آئی رات
کہ جس کو شیش محل میں سلا کے آئی رات

کھلی تھی کھڑکی مگر نیند کا گذر نہ ہوا
نا جانے کون سی خوشبو لگا کے آئی رات

بلک کے خوف سے بچے پڑوس کے روئے
بدن پہ اپنا ہی چہرہ سجا کے آئی رات

تپا تپا ہوا بستر، زمین ، دیواریں
ہمارے کمرے میں سورج چبا کے آئی رات

چمن چمن کے پرندوں میں خوف پھیل گیا
نہ جانے کون سا جنگل جلا کے آئی رات

صدا اذان کی گونجی بڑی کراہ کے بعد
کسی کو درد کی لذت چکھا کے آئی رات

سڑک سڑک ہے اداسی گلی گلی ماتم
کہاں سے خون کی ہولی رچا کے آئی رات

پتا لگا، وہ نڈر بھی ہے باشعور بھی ہے
جب اپنے پیر کی آہٹ دبا کے آئی رات

بدن کسنے لگا ہے تنگ جامہ پھاڑ ڈالیں گے
اندھیرے کے گھنے سائے سے ہم بازو نکالیں گے

چلو ساحل سے ہم طوفاں کی سوغات چن لائیں
وگرنہ لوگ ہم سے پہلے وہ تحفہ اٹھالیں گے

توجہ کی نظر میری طرف بھی شیشہ گر ورنہ
ہم اپنا نام پھر پتھر پہ لکھ لکھ کے اچھالیں گے

بخوفِ نسلِ آدم آ گئے جنگل کی پناہوں میں
یہاں بھی ڈر ہے جنگلی بھیڑیوں کے غول آلیں گے

خیالوں کو پنپنے کی اجازت گر نہیں دو گے
تو ہم خوابوں کا زندہ شہر کاغذ پر بسالیں گے

ہمارے خون کی بُو دستِ قاتل میں کہاں ہو گی
وہ بعد از قتل اپنے ہاتھوں میں مہندی رچالیں گے

تمہیں تو بند رکھنے ہیں ابھی سختی سے دروازے
وہ انسانی سروں کو اب سرِ نیزہ اُچھالیں گے

الحمد لائبریری
فیس بک گروپ کتابیں پڑھئے
Imagitor
Scanned with OKEN Scanner

—SHAMIM ANWAR.

الحمد لائبریری

فیس بک گروپ۔ کتابیں پڑھیں

COUNSEL

In this icy cold night
Why are you shivering
At the closed gate of the temple?
Take this match-stick from me:
Set fire to the temple
And infuse your veins with heat.

SHAMIM ANWAR
I-203, PAHARPUR ROAD,
CALCUTTA-24.

Translation :
IQBAL KRISHN

Cover Printed at—PEARL WHITE PRESS.

Scanned with OKEN Scanner